''تاکہ سند رہے''

چشم کشا انکشافات

(۱)

بے نظیر خواب میں آئیں، میرے روکنے کے باوجود پاکستان آنے کو غلطی قرار دیا
بیت اللہ محسود نے میرے سامنے دھمکیوں کی تردید کی، قتل کے بعد بھی پیغام بھیج کر لاتعلقی کا اظہار کیا
ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن ملکی ضرورت تھا، رحمٰن ملک اور واجد شمس الحسن الطاف حسین کے آدمی ہیں

سابق وزیر داخلہ نصیر اللہ بابر کا انٹرویو

پشاور (رپورٹ: رؤف کلاسرا) سابق وزیر داخلہ نصیر اللہ بابر نے گزشتہ روز انکشاف کیا کہ دو ہفتے پہلے محترمہ بے نظیر بھٹو خواب میں مجھ سے ملنے کے لیے آئیں۔ پاکستان آنے سے پہلے میں نے ان کو خبردار کیا تھا کہ آپ پاکستان نہ آئیں کیونکہ یہاں پر آپ کے لیے جال بچھایا جا رہا ہے اور انھوں نے خواب میں اپنی اس غلطی کا واضح اعتراف کیا۔ اپنی اس شدید غلطی کے اعتراف سے پہلے انھوں نے مجھ سے خواب میں قبائلی علاقوں، افغانستان اور انڈیا کی تازہ ترین صورتحال پر بات چیت کی۔ جب وہ دبئی میں تھیں تو میں نے ان کو ان معاملات کے بارے میں بتایا تب انھوں نے کہا تھا کہ آپ پریشان نہ ہوں، میں یہاں سے ہی معاملات سنبھال لوں گی اور مجھے کہا کہ میں جا کر پارٹی کابینہ کی حفاظت کروں جو انھوں نے میری روانگی کے بعد بنائی تھی۔

جنرل بابر نے اپنے خصوصی انٹرویو میں ''دی نیوز'' کو بتایا کہ میں نے بڑا سوچا کہ صدر زرداری کو ان کی بیوی کی شہادت پر میں نے کیوں تعزیت نہیں کی۔ جنرل صاحب، محترمہ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے بعد صدر سے تعزیت کیے بغیر نوڈیرو سے پشاور لوٹ آئے تھے۔ پشاور کی یونیورسٹی ٹاؤن کی اپنی رہائش گاہ پر بریگیڈیئر محمود، میجر جنرل (ر) ہدایت اللہ نیازی، سرحد کے چیف سیکرٹری خالد عزیز اپنے بھتیجے سہیل اور اپنی بیوی پکھراج کی موجودگی میں انھوں نے ''دی نیوز'' سے کھل کر گپ شپ لگائی اور کچھ دکھ پہنچانے والے انکشافات کیے۔

انھوں نے کہا کہ میں نے محترمہ کو واضح طور پر خبردار کیا تھا کہ وہ پاکستان نہ آئیں کیونکہ پاکستان کے باہر اور اندر سے کچھ عناصر انھیں فیل کر دیں گے۔ یہ عناصر اس بات سے انتہائی نفرت کرتے تھے کہ محترمہ تیسری بار حکومت میں آئیں۔

جب انھوں نے اپنی واپسی کا اعلان کیا تو میں نے ایک پٹھان کی طرح واشگاف الفاظ میں انھیں کہا کہ آپ واپس نہ آئیں۔ آپ کی زندگی خطرے میں ہے لیکن انھوں نے میری درخواست کو مسترد کر دیا۔ جب انھوں نے پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھا تو میرے خدشات سچ ثابت ہو گئے اور ان کی استقبالیہ ریلی میں دھماکہ کر دیا گیا۔ وہ خود تو بال بال بچ گئیں لیکن ۱۵۰ پی پی ارکان کو جانیں قربان کرنی پڑیں اور کئی زخمی ہوئے۔ میں نے بطور سابق وزیر داخلہ اس طلسماتی شخصیت کی خاتون کو ایک دفعہ پھر خطرات سے دور رہنے کی نصیحت کی۔ پھر جب وہ پشاور میں عوامی جلسہ سے خطاب کے لیے آئیں۔ اپنی شہادت سے محض ایک دن پہلے تو ارباب جہانگیر کی رہائش گاہ پر میری ان سے ملاقات ہوئی۔ تب بھی میں نے اپنے خدشات کا ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی زندگی انتہائی خطرے میں ہے۔ حتیٰ کہ میں نے انھیں یہ بھی بتایا کہ آپ لیاقت باغ مت جانا۔ اگلی شام کو جب ان کی شہادت کی خبر آئی تو میں نے فوراً ہی رحمٰن ملک کو فون کیا اور کہا تمھاری سکیورٹی کہاں تھی جب بی بی کو گولیاں ماری گئیں۔ رحمٰن ملک کو فون کرنے کے بعد میں نے فرحت اللہ بابر کو فون کیا اور ان سے پوچھا کہ آپ کی ڈیوٹی کہاں تھی؟ تو انھوں نے کہا کہ میں تو رحمٰن ملک، جنرل توقیر ضیاء اور ڈاکٹر بابر اعوان کے ساتھ زرداری ہاؤس پہنچ چکا ہوں اور مجھے تو ان کی شہادت کی کوئی خبر نہیں ہے، جب رحمٰن ملک کو یہ رپورٹ ان کے موبائل پر ملی کہ بی بی حملے میں بچ گئی ہیں تو بی بی کے قریب ساتھی پُراعتماد ہو کر زرداری ہاؤس پہنچ گئے اور ان کو کوئی پریشانی نہیں تھی کہ ان کی رہنما خون میں لت پت راولپنڈی روڈ پر پڑی ہیں۔ تاہم فرحت اللہ بابر پریشان ہو کر فوراً زرداری ہاؤس سے ہسپتال چلے گئے۔ جب فرحت اللہ بابر نے ٹی وی پر سب کچھ دیکھ لیا تو غضب ناک ہو کر کہا کہ ہمارے ملک کی تاریخ میں یہ سکیورٹی کی سب سے بڑی کوتاہی و ناکامی ہے۔ بے نظیر کے سکیورٹی اہلکاروں میں سے کسی کو بھی مخصوص قسم کی تربیت نہیں دی گئی تھی۔ جب وہ پہلی مرتبہ ۱۹۸۰ء کی دہائی میں پاکستان آئی تھیں تو ان کی سکیورٹی کے لیے ہمیں امریکی کمانڈوز نے ان کی زندگی کی حفاظت کے لیے تربیت دی تھی۔ اس مرتبہ ان کی حفاظت کے لیے عام لوگوں کی ڈیوٹی لگائی گئی جن کی کوئی خاص تربیت نہیں کی گئی تھی۔

جب جنرل بابر سے پوچھا گیا کہ مشیر داخلہ ایک آکسفورڈ گریجویٹ کے کیسے قریب ہو گئے تو انھوں نے کہا کہ رحمٰن ملک نے ان کی جلاوطنی کے دوران ان کی بڑی حفاظت کی تھی۔ ان کو اپنی حفاظت کی ضرورت تھی اور رحمٰن ملک نے اپنا کردار ادا کیا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ رحمٰن ملک اس عہدے تک کیسے پہنچے جس پر پہلے دور میں وہ ہوا کرتے تھے تو جنرل نے کہا کہ اسلام آباد میں پی پی قیادت کے پاس اس عہدے کے لیے کوئی سیاسی شخصیت نہیں تھی۔ خبر نگار نے بروقت جانتے ہوئے دوٹوک بات کرنے والے جنرل سے پوچھا کہ مرتضیٰ بھٹو کو کس نے قتل کیا۔ جواب میں انھوں نے کہا کہ مرتضیٰ بھٹو کو انہی ایجنسیوں نے قتل کیا جو کہ محترمہ بے نظیر بھٹو، نصرت بھٹو اور میرے خبردار کرنے کے باوجود ان کو

پاکستان لے کر آئیں۔

نصیراللہ بابر نے مرتضٰی بھٹو کے قتل کی منحوس رات کو یاد کرتے ہوئے ہسپتال انتظامیہ کو بھی ذمہ دار ٹھہرایا جس نے مرحوم کو بروقت ہنگامی طبی امداد نہ دی اور زیادہ خون بہنے کے باعث موت واقع ہوگئی۔ بابر نے بتایا کہ جب انھوں نے بے نظیر بھٹو کو یہ خبر سنائی تو وہ صرف ''او مائی گاڈ'' کے الفاظ منہ سے نکال سکیں۔ انھوں نے صدر زرداری کے پاس محترمہ کے قتل پر اظہارِ تعزیت کے لیے جانے کے حوالے سے کہا کہ میرا تعلق صرف بے نظیر کے ساتھ تھا اور ان کی دنیا سے رخصتی کے بعد کسی کے پاس تعزیت کے لیے جانے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ تاہم میں گڑھی خدا بخش گیا اور مرحومہ کی قبر پر آنسو بہانے والے ورکروں کے ساتھ فاتحہ خوانی کی۔ انھوں نے کہا میں نوڈیرو نہیں گیا اور سکھر میں قیام کے بعد پشاور لوٹ آیا۔ سابق وزیرِ داخلہ نے صدر زرداری کے برعکس وزیرِ اعظم گیلانی کے بارے میں اظہارِ تشکر کیا۔ جنھوں نے ہسپتال میں ان کی عیادت کی تھی۔

کراچی ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن کے حوالے سے سوال پر انھوں نے پختہ عزم سے کہا کہ میں نے جو کیا وہ ملک کی ضرورت تھی۔ حتیٰ کہ جن کے خلاف یہ آپریشن تھا۔ انھوں نے بعد میں میرے خلاف کوئی کیس نہ کر کے اس کو درست تسلیم کیا۔ انھوں نے رحمٰن ملک کے سندھ سے سینٹ کے لیے پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کے متفقہ امیدوار ہونے کا جان کر کسی حیرت کا اظہار نہیں کیا اور کہا کہ میں جانتا ہوں رحمٰن ملک کے یونیورسٹی دور سے ایم کیو ایم کے ساتھ تعلقات ہیں۔ انھوں نے مزید کہا کہ واجد شمس الحسن اور رحمٰن ملک ہمیشہ سے ایم کیو ایم کے آدمی رہے ہیں۔

بے نظیر کو پاکستان واپسی سے قبل طالبان کی جانب سے دھمکیاں ملنے کے بعد طالبان سے قریبی تعلقات کے حوالے سے مشہور سابق جنرل نے بیت اللہ محسود سے رابطہ کیا اور غلطی کا احساس دلایا۔ اس حوالے سے نصیراللہ بابر نے بتایا کہ انھوں نے طالبان رہنما سے بات کی تو انھوں نے اس کی تردید کی۔ حتیٰ کہ محترمہ کے قتل کے بعد بھی بیت اللہ محسود نے ان کو پیغام بھجوایا کہ اس معاملے میں ان کا کوئی کردار نہیں ہے۔ اس سوال پر کہ پھر ان کو کس نے قتل کیا؟ انھوں نے کہا کہ بہت سے قومی اور بین الاقوامی لوگ ہیں جو کہ اس قتل میں ملوث ہو سکتے ہیں۔ وہ آخری بھٹو تھیں اور بھٹو خاندان سے چھٹکارا پانے کے مشن کی تکمیل کے لیے ان کو ختم کیا گیا ہوگا۔ بے نظیر بھٹو قتل کیس کی اقوام متحدہ سے تحقیقات کے حوالے سے انھوں نے کہا کہ ان کو کمیشن پر اعتماد ہے۔ اگر اس کو درست لوگوں تک رسائی دی جائے تو تحقیقات کے نتیجے میں اہم سیاسی شخصیات کے نام سامنے آ سکتے ہیں۔

[روزنامہ ''جنگ'' ملتان، ۹رفروری ۲۰۰۹ء]

(۲)

امریکی خفیہ ایجنسیاں، پاک فوج کے تمام سینئر افسران کے ٹیلی فون ریکارڈ کرتی ہیں

اسلام آباد (رپورٹ: رؤف کلاسرہ) امریکی اخبار نیویارک ٹائمز کے ایک رپورٹر کی نئی کتاب میں پاکستان اور اس کی فوج کے خلاف سنگین الزامات عائد کرتے ہوئے دعویٰ کیا گیا ہے کہ امریکی خفیہ ادارے سی آئی اے اور این ایس اے کی جانب سے پاک فوج کے تمام سینئر افسران بشمول چیف آف آرمی سٹاف جنرل اشفاق پرویز کیانی کی ٹیلی فون پر ہونے والی گفتگو ریکارڈ کی جاتی ہے۔ چند روز قبل ہی بازار میں فروخت کے لیے پیش ہونے والی ڈیوڈ ای سینگر کی تحریر کردہ کتاب میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ امریکی خفیہ ادارے پاک فوج کے افسران کی ٹیلی فونک بات چیت سن رہے تھے اور جاسوس طیاروں کے ذریعے حملوں کا فیصلہ ایسی ہی اعلیٰ سطح کی گفتگو سننے کے بعد کیا گیا جس میں طالبان کو پاکستان کے لیے ''اسٹریٹجک اثاثہ'' قرار دیا گیا تھا۔

''دی اِن ہیریٹنس: امریکی طاقت کو درپیش چیلنجز اور وہ دنیا جس کا اوباما کو سامنا ہے'' کے نام سے تحریر کردہ کتاب میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ پاکستانی علاقوں پر حملوں کا فیصلہ اس وقت کیا گیا جب سی آئی اے اس نتیجے پر پہنچ گئی کہ آئی ایس آئی مکمل طور پر طالبان کا ساتھ دے رہی ہے۔ نیشنل سکیورٹی ایجنسی (این ایس اے) نے ایسے پیغامات کا سراغ لگایا جن سے اشارہ ملتا تھا کہ آئی ایس آئی کے افسران افغانستان میں ایک بہت بڑا بم حملہ کرانے کے لیے منصوبہ بندی میں طالبان کی مدد کر رہے ہیں۔ تاہم اس کا ہدف واضح نہیں تھا۔ چند روز کے بعد قندھار جیل پر طالبان نے حملہ کیا اور سیکڑوں طالبان کو رہا کرا لیا۔ اگر کتاب میں عائد کردہ الزامات درست ہیں تو جنرل اشفاق پرویز کیانی پاکستانی فوج کے دوسرے سربراہ ہوں گے جن کی گفتگو امریکیوں نے سنی ہے۔ قبل ازیں ایف بی آئی نے صدر پرویز مشرف کی بے نظیر بھٹو کے ساتھ ہونے والی وہ گفتگو سنی تھی جب پرویز مشرف نے انھیں دھمکی دی تھی کہ پاکستان میں ان کی سلامتی کا انحصار ان کے (پرویز مشرف) ساتھ تعلقات پر ہے۔ بھارتیوں نے بھی جنرل پرویز اور جنرل عزیز کی گفتگو اس وقت ریکارڈ کی تھی جب کارگل جنگ کے دوران جنرل پرویز مشرف بیجنگ میں تھے۔

مصنف، جنھیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ۲۰ رجنوری کو جارج بش کے صدارت چھوڑنے سے قبل وائٹ ہاؤس میں منعقد ہونے والے متعدد اجلاسوں میں خفیہ ریکارڈ تک براہِ راست رسائی دی گئی تھی، نے کتاب میں کئی انکشافات کیے ہیں۔ کتاب میں یہ بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ نیشنل سکیورٹی ایجنسی (این ایس اے) پہلے بھی ایسی گفتگو سن چکی ہے کہ پاکستان آرمی کے یونٹس قبائل میں اسکول کو نشانہ بنانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ کچھ لوگ پیشگی انتباہ کر رہے ہیں کہ کیا ہونے والا ہے۔ کتاب میں کہا گیا ہے کہ انھوں نے لازماً 1-800-HAQQANI ڈائل کیا ہوگا۔ یہ بات اس شخص نے کہی

ہے جو اس سے آگاہ تھا۔ ایک اور پیرا گراف کے مطابق اسکول کو بھیجی گئی وارننگ کی تفصیلات تقریباً مضحکہ خیز تھیں۔ اس میں کہا گیا تھا کہ ''اوئے! ہم تمہاری جگہ کو چند روز میں نشانہ بنانے والے ہیں۔ لہٰذا اگر وہاں کوئی اہم آدمی موجود ہے تو اس سے کہو کہ وہ چیخ و پکار کرے۔''

کتاب میں یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ امریکہ کو ان برسرزمین حقائق سے پوری آگاہی تھی اور انھوں نے پاکستانی علاقوں میں اس وقت حملے کرنا شروع کیے جب انھوں نے سوچا کہ پاکستان آرمی اور انٹیلی جنس ادارے طالبان سے لڑنے میں مزید دلچسپی نہیں رکھتے۔ کتاب کے باب نمبر ۸ ''کراسنگ دی لائن'' میں پاکستان کے حوالے سے مصنف نے یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ کس طرح پاک فوج کے ایک ۲ سٹار جنرل نے امریکی جاسوسی ادارے کے سربراہ مائیک میک کونیل کے سامنے دانستہ پاک فوج کے پورے خفیہ منصوبے کو کھول کر رکھ دیا تھا۔

کتاب میں کہا گیا ہے کہ امریکہ کے خفیہ ادارے یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ پرویز مشرف ان کے ساتھ ڈبل گیم کھیل رہے ہیں؛ ایک جانب تو وہ امریکہ کو یقین دلاتے تھے کہ صرف وہی طالبان کے خلاف لڑ سکتے ہیں تو دوسری جانب وہ عسکریت پسندی اور عسکریت پسندوں کی پشت پناہی کر رہے تھے۔ پرویز مشرف کے دہرے معیار کا ریکارڈ جانا پہچانا تھا۔ مصنف نے پاکستان پر یہ باب امریکہ کے دو اعلیٰ خفیہ اداروں کے سربراہان مائیک میک کونیل اور مائیکل ہیڈن جن کی عرفیت "Two Mikes" تھی کے خفیہ دوروں کی بنیاد پر تحریر کیا ہے۔ انھوں نے جنرل پرویز مشرف سمیت پاک فوج کے اعلیٰ افسران کے ساتھ متعدد ملاقاتیں کی تھیں۔ مصنف نے تحریر کیا ہے کہ مئی ۲۰۰۸ء کے آخر میں میک کونیل نے پاکستان کا خفیہ دورہ کیا جو نیشنل انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر بننے کے بعد ان کا چوتھا یا پانچواں دورہ تھا اور اس کے نتیجے میں بش انتظامیہ کے آخری دنوں میں پاکستان میں سرحد پار سے خفیہ ایکشن بہت زیادہ بڑھ گیا تھا۔

[روزنامہ ''جنگ'' ملتان، ۱۶ر فروری ۲۰۰۹ء]

علماء حق کا ترجمان
المیزان
ناشران و تاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور
اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ

دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس
کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762